

سیرتِ نبوی ﷺ میں سادگی کے نقوش

از: مولانا محمد مجیب الرحمن دیو درگی
استاذ دارالعلوم حیدرآباد

آج ہر طرف سامانِ دنیا کی ریل پیل ہے، ہر کوئی عیشِ کوشی کا متنی، ہر ایک دنیوی زندگی سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کا خواہاں، ہر شخص سامانِ عیش و عشرت کا طلب گار، ہر کوئی دنیوی آسائش میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کا خواہاں، امیر ہو کہ غریب ہر کوئی اسی فکر میں مست و مگن ہے کہ کیسے اسبابِ دنیا وسیع ہوں؟ نیز کیسے اس کی زندگی مادی وسائل کے اعتبار سے معیاری و مثالی بنے، بس اسی فکرِ دنیا میں عمر عزیز کٹ رہی ہے، اور دن بہ دن دوسری دنیا کے قریب ہو رہے ہیں؛ حالانکہ ایک مسلمان ہونے کے ناطے ہم پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اسبابِ عیش و عشرت اختیار کرنے میں اپنے آقا سرورِ دو عالم ﷺ کے طرزِ عمل کو جانیں، اور اسوۂ نبوی ﷺ کو اپنانے کی کوشش کریں کہ کیسے آپ ﷺ نے اسباب و وسائل کی وسعت پر قادر ہوتے ہوئے دنیوی عیش سے اعراض کیا، بقدر زیست دنیا استعمال کر کے اہل دنیا کے لیے انمٹ نقوش ثبت کر گئے، جن میں اہل دنیا کے لیے راہِ عمل ہے، کہ جسے اپنا کر ایک مسلمان اپنی اخروی زندگی سدھار سکتا ہے، بجائے اس کے کہ ہم آپ ﷺ کی زہدانہ زندگی کے ان اہم واقعات کو اپنی زندگی کے لیے عملی نمونہ بناتے، اور اعمال کی انجام دہی میں یہ واقعات ہمارے لیے مہینز کا کام دیتے ہم نے انھیں قصہ کہانی سمجھ لیا؛ اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ان واقعات کو عملی تحریک کا ذریعہ بنائیں، جب زندگی حالات سے دوچار ہو تو ان واقعات کے استحضار سے اپنے قلب و دماغ کو صبر و شکر کا عادی بنائیں۔ ویسے تو آپ ﷺ کی کل زندگی ہی روشن ابواب پر مشتمل ہے، انھیں میں ایک اہم اور روشن باب آپ ﷺ کی زہدانہ زندگی کا ہے، آپ ﷺ کا زہدِ اختیاری ہے، اس میں اعتدال ہے، آپ ﷺ کی زندگی مسرفانہ زندگی سے بے زار ہے، اس میں قلب و زبان صبر و شکر کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہے، ہمارے لیے یہی اسوہ ہے۔

آپ ﷺ کا بچھونا:

جب انسانی جسم راحت کا عادی ہو جائے تو اس پر مجاہدہ بہت ہی شاق ہوتا ہے، تکلیف و مشقت جھیلنا بڑا گراں گزرتا ہے، جس کی بنا پر مصائب میں الجھ کر مسکرانا اس کے لیے دشوار ہوتا ہے، راحت جسمانی کے لیے ایک بچھونا و بستر بھی ہے، آپ ﷺ کے بچھونے کی کیفیت بیان کرتے ہوئے حضرت ابن مسعودؓ بیان فرماتے ہیں، ایک دفعہ آپ ﷺ نے ایسی چٹائی پر آرام کیا جس سے آپ ﷺ کے جسم مبارک پر کچھ نشانات آگئے، ابن مسعودؓ سے رہا نہ گیا وہ بول پڑے کہ اگر آپ ﷺ اجازت دیں تو میں نرم چٹائی بچھا دوں، آپ ﷺ نے فرمایا: میرے لیے دنیا کی کیا ضرورت؟ میری اور دنیا کی مثال اس مسافر کی طرح ہے جو گرماں کے زمانے میں سفر کر رہا ہو اور تھوڑی دیر کے لیے درخت کے سائے میں آرام کیا اور چل دیا، اسی طرح کے الفاظ آپ ﷺ سے اس وقت بھی مروی ہیں جب حضرت عائشہؓ نے آپ ﷺ کے لیے نرم بستر بچھا دیا تھا، (مشکوٰۃ: ۴۴۲) (الوفار باحوال المصطفیٰ ۵۲/۲ بیروت) اسی کو مولانا مناظر حسین گیلانی نے بڑے عمدہ انداز میں یوں بیان فرمایا: کہ خاک کے فرش کے سوا جس کے پاس کوئی فرش نہ تھا، وہ اگر خاک پے سویا تو کیا خاک سویا، جو تخت پر سو سکتا تھا وہ مٹی پر سویا تو اسی کا سونا ایسا خالص سونا ہے جس میں کوئی کھوٹ نہیں (النبی الخاتم: ۵۲) نیز آپ ﷺ کے بستر کی کیفیت حضرت عائشہؓ یوں بیان فرماتی ہیں:

إِنَّمَا كَانَ فِرَاشُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الَّذِي يَنَامُ عَلَيْهِ مِنْ أَدَمٍ حَشْوَةٌ لَيْفٌ. آپ ﷺ کا بستر چمڑے کا تھا، جس میں کھجور کے پتے بھر دیے جاتے تھے۔

لباس میں سادگی:

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کو قمیص کپڑوں میں زیادہ پسند تھی، (الوفار ۲/۶۳۷) حضرت عائشہؓ نے ابو بردہؓ کو ایک موٹا سا جبہ اور ایک موٹا سا ازار نکال کر بتایا اور اس بات کی نشاندہی کر دی کہ یہی وہ دونوں کپڑے ہیں جن میں آپ ﷺ اس دنیا سے پردہ فرما گئے۔ (الوفار باحوال المصطفیٰ ۵۲/۲)

تکلفات و تصنعات سے احتراز کی بنیاد پر آپ ﷺ عمدہ سے عمدہ لباس سے گریزاں تھے، ایک صحابیؓ نے ایک عمدہ لباس عطا کیا، جس میں آپ ﷺ نے نماز ادا کی، اور نماز کے بعد فوراً اسے اتار اور لوٹا دیا، دوسرا سادہ لباس زیب تن فرمایا اور ارشاد فرمایا: لے جاؤ اس سے میری نماز میں

خلل واقع ہوا۔ (الوفاء: ۵۶۴)

طعام میں سادگی:

ظاہری طور پر جسمِ انسانی کی بقا کا ذریعہ غذا ہے؛ لیکن وہی غذا انسان کے لیے مفید ہے، جو بندگی پر قائم رکھنے کا سبب بنے؛ اس لیے کہ مقصودِ اصلی اطاعت و بندگی ہے، جب مقصودِ اصلی سے صرف نظر کر کے غذا کے لیے دوڑ دھوپ ہوگی تو ظاہر ہے اس میں حرمت و حلت کے پہلو کو بھی نظر انداز کیا جائے گا، یہ غذا انسان کے لیے مفید ہونے کے بجائے مضر ہوگی، جس میں سادگی کے بجائے تنوعات و تکلفات شامل ہوگی، جس میں فضول خرچی و اسراف کی بہتات ہوگی، آپ ﷺ کھانے میں انتہائی محتاط طریقہ اختیار کرتے تھے، حضرت عبداللہ بن عباسؓ آپ ﷺ کے طعام کی کیفیت کا تذکرہ اس طرح فرماتے ہیں: عموماً جو کی روٹی اور سرکہ استعمال کرتے (الوفاء باحوال المصطفیٰ ۲/۵۹۸) اور آپ ﷺ یہ دعا بھی فرماتے: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ آلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا. (مشکوٰۃ: ۴۴۰) اے اللہ آلِ محمد کے رزق کو بقدر زیست بنا، نیز جب آپ ﷺ کے لیے پہاڑوں کو سونا بنانے کی پیشکش کی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے میرے رب میں تو یہ پسند کرتا ہوں کہ ایک دن پیٹ بھر کھاؤں اور ایک دن بھوکا رہوں؛ تاکہ جب کھاؤں تو تیرا شکر کروں، اور جب بھوکا رہوں تو آپ کی جانب گریہ و زاری میں لگا رہوں (مشکوٰۃ: ۴۴۲) آپ ﷺ کے اسی طرزِ عمل و تربیت کا نتیجہ تھا کہ صحابہ کرامؓ بھی اسی طرزِ عمل کو اپنانے کے لیے کوشاں رہتے؛ چنانچہ ایک دفعہ حضرت ابو ہریرہؓ کا گزرا ایک ایسی قوم پر ہوا، جس کے سامنے بھنی ہوئی مچھلی رکھی ہوئی تھی، آپ کو مدعو کیا گیا، آپ نے انکار کر دیا، اور فرمایا: آپ ﷺ دنیا سے پردہ فرما گئے جو کی روٹی بھی پیٹ بھرنے کھائی (مشکوٰۃ: ۴۴۷) حضرت عبدالرحمن بن عوف مال دار صحابہؓ میں ہیں، اس کے باوجود ایک دفعہ برتن میں روٹی اور گوشت لایا گیا، اس کو دیکھ کر رونے لگے، رونے کی وجہ دریافت کی گئی، تو فرمایا: آپ ﷺ دنیا سے پردہ فرما گئے؛ مگر آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے گھر والے جو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہ کھائی، ہمارے لیے اس مؤخر شدہ میں خیر نہیں (الوفاء ۲/۴۸۱) ایک دفعہ عمرؓ تقریر کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ لوگوں نے دنیا سے کیا کیا نفع اٹھایا؛ مگر میں نے حضور ﷺ کو دیکھا ہے کہ ایک ایک دن گزر جاتا؛ مگر آپ ﷺ کے پاس ردی کھجور بھی نہ ہوتی (الوفاء ۲/۴۸۰) یہ وہ افراد تھے جو اپنے لیے اسبابِ رزق کی وسعت کو خیر تصور نہ کرتے، خود حضرت عمرؓ ایک وسیع و عریض

اسلامی ریاست کے مقتدر اعلیٰ ہوتے ہوئے انتہائی سادگی پسند تھے، اور دنیاوی تکلفات سے گریزاں تھے۔

رہن سہن میں سادگی:

آپ ﷺ چاہے سفر میں ہوں یا حضر میں ہرگز ایسی ہیئت کو پسند نہ فرماتے جس سے نمایاں ہو کر ظاہر ہوں، جب آپ ﷺ گھر میں ہوتے تو گھر کے کام کاج خود کر لیا کرتے، اپنی بکری کا دودھ دوہتے، نیز دیگر امور میں ہاتھ بٹاتے، جب راستہ چلتے تو خود آگے اور دوسروں کے پیچھے چلنے کو پسند فرماتے؛ بلکہ صحابہ کرام کو ساتھ ساتھ چلنے کی تلقین فرماتے، اسی طرزِ عمل کی بنا پر بعض دفعہ نو واردین آپ ﷺ کی پہچان میں شک و شبہ میں پڑ جاتے؛ چنانچہ جب آپ ﷺ مدینہ منورہ پہنچے تو اسی طرح کا واقعہ پیش آیا، الغرض آپ ﷺ کی کل زندگی سادگی سے عبارت تھی، آپ ﷺ کے ہر عمل سے سادگی ظاہر ہوتی تھی، ایک مومن ہونے کے ناطے ہمیں آپ ﷺ کی سادگی پر مرثیے کی حسرت ہونی چاہیے، آپ ﷺ کے زہد و سادگی کے بے شمار واقعات کتب حدیث و سیر میں مذکور ہیں، یہ تو سیرت نبویہ ﷺ کی چند جھلکیاں ہیں، آپ کی مکمل زندگی ہی سادگی سے عبارت ہے، آج ضرورت اس بات کی ہے کہ سیرت مطہرہ کے ان تابناک پہلوؤں کو اپنے لیے راہِ عمل کے طور پر متعین کریں، اپنی نجی و خانگی زندگی میں اپنائیں، اس طرح زندگی میں صالحیت آئیگی، اور معاشرہ پر بھی صالح اثرات مرتب ہوں گے، نیز ہم اس خام خیالی میں نہ رہیں کہ سیرت کے چند جلسوں اور چند تقاریر و مضامین سے سیرت کا مقصود حاصل ہو جائے گا؛ بلکہ اس کے لیے مستقل جدوجہد اور عملی مشق کی ضرورت ہے، اور معمولاتِ نبی ﷺ کو اپنانے کی ضرورت ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق نصیب فرمائے! آمین۔

